جب تک کہ وہ تیرا فیصلہ مان نہ لیں!

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

''اچھا ذرا ٹھہرو میں ابھی فیصلہ کرتا ہوں''۔ وہ گھر کے اندر تشریف لے گئے چند لمحوں بعد گھر سے نکلے تو اُن کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی آتے ہی مسلمانی کے دعویدار کا سر قلم کر دیا۔ وُہ کہہ رہا تھا ''اے عمر تم فیصلہ کرو'' ابنِ خطاب نے کہا ''میرا فیصلہ یہ ہے''۔

ہوا یوں تھا کہ ایک یہودی اور ایک مسلمان کا آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ یہودی کو اپنے حق ہونے کا یقین تھا۔ اُس نے کہا چلو تمہارے نبی سے فیصلہ کروا لیتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے دونوں کے بیانات سنکر یہودی کے حق میں فیصلہ دیدیا۔ وہاں تو نہ رشتہ داری کا پاس تھا' نہ جماعت اُور ہم عقیدہ ہونے کا۔۔۔۔ عدل کی بنیادیں اپنی ہوتی ہیں جو صرف حقائق پر استوار ہوتی ہیں۔۔۔۔ وہاں کوئی استثنا نہیں ہوتا۔ نہ رشوت' نہ سفارش۔۔۔ نہ مال' نہ اونچا خاندان!

اُس نام نہاد مسلمان کے دل میں کھوٹ تھا یا یوں کہیں کہ ذاتی اغراض کے لالچ میں اُس نے رحمت دو عالم ﷺ کے فیصلے کو تسلیم نہیں کیا تھا تو اُس کے اثرات سے اُس کے دل میں کھوٹ پیدا ہو گیا تھا۔ باہر گلی میں نکل کر یہودی سے کہنے لگا، ''یار وہ عمر بن خطاب بڑے ذہین وفطین ہیں اُن سے نظر ثانی نہ کروا لیں؟''۔۔۔ ہدایت تو نصیب سے اور جھولی پھیلانے سے ملتی ہے مگر یہود ونصارٰی میں سے اَن گنت لوگ ایسے گزرے اور آج بھی ہیں جو ہمارے نبی پر ایمان نہیں لائے مگر ہمارے نبی ﷺ کی باتوں اور اُن کے اعمال واقوال اور ان کے اصحاب کو حق مانتے ہیں۔۔۔ اُس یہودی کو بھی نبی مکرم ﷺ اور اُن کے اَصحاب معظم پر اعتماد تھا۔۔۔ اُس نے سوچا ابن خطاب جسے لسانِ محمد ﷺ سے فاروق اعظم کا خطاب ملا ہے یقیناً مجھے وہاں بھی انصاف ہی ملیگا۔ اُس نے کہا ''چلو میں تیار ہوں''۔ وُہ دونوں حضرت عمر کے دروازے پر پہنچے۔ مسلمان نے پہل کر کے اپنا تعارف کرایا اور اپنا مقدمہ پیش کر دیا۔ اُس کا خیال تھا کہ حضرت عمرؓ میرا مسلمان ہونا سُنیں گے تو اُن کی دینی غیرت اور حمیت جاگ اٹھے گی اور وُہ میرے حق میں فیصلہ سُنا دیں گے۔۔۔۔ یہودی نے اپنا موقف بیان کرنے سے پہلے یہ بھی کہدیا کہ اَے خطاب کے بیٹے! اِس قضیے کا فیصلہ پہلے تمہارے نبی میرے حق میں کر چکے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے مسلمان سے پُوچھا ''کیا یہ درست کہہ رہا ہے؟'' مسلمان نے کہا ''جی ہاں' ہم نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تھے مگر انہوں نے اس یہودی کو سچا کہدیا۔ اِس کے حق میں فیصلہ کر دیا''۔ حضرت عمر نے کہا اچھا ذرا ٹھہرو میں ابھی فیصلہ کرتا ہوں'' گھر سے جا کر تلوار لائے اُور مسلمان کی گردن اُڑا دی۔۔۔۔ مسلمانی

کے دعویدار کے عزیز واقارب نے شور مچادیا کہ حضرت عمر نے ایک کلمہ گو مسلمان کو قتل کر دیا۔۔۔وُہ نبی پاک کی خد مت میں شکایت لیکر آئے کہ ان کو بدلہ دلوایا جائے۔عدل سراپا محمدؐ رسول اللہ ﷺ نے اِبنِ خطاب کو اپنی صفائی پیش کرنے کیلئے طلب فرمایا۔یہاں استثنا نہیں تھا کہ عمر بن خطاب کو تو ملاءِ اعلیٰ میں عرضیاں پیش کر کے عزتِ اسلام کیلیے مانگ کرلیا تھا۔ ہاں، مُرادِ مصطفیٰ کو محمدؐ مصطفیٰ ﷺ نے کو استثنا نہیں دیا۔شرعِ محمدی میں کوئی استثنا ہے ہی نہیں لیکن ربّ العلیٰ ربِّ مصطفیٰ جل جلالہ کو ابن خطّاب کا عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہونا کب گوارا تھا۔جو کوئی بھی صحبتِ نبوی میں خلوص دل سے پہنچا، جس کسی کو صحابیت کا زریں تاج ایک بار سرافرازی دے گیا بس پھرِ زمیں جنبد زماں جنبد، نہ جنبد گل محمد۔۔۔ابنِ خطاب کی آمد چند قدموں سے ہونے والی تھی مگر ہزاروں لاکھوں بلکہ انسانی فہم سے بالا فصلوں سے، عرش معلّی سے انمٹ فیصلہ لیکر جبریل اَمین اُن سے پہلے حاضر دربارِ نبوی ہو گئے۔''یارسول اللہ! عُمر سچے ہیں۔وُہ مقتول منافق تھا۔ یارسول اللہ! ترے رب کی قسم جو بندہ آنجناب کے فیصلے کو دل سے تسلیم نہیں کرتا وُہ مومن نہیں، منافق ہے۔جسے فیصلہ محمد رسول اللہ کا منظور نہیں اُس کا فیصلہ عمر کی تلوار سے ہوگا۔اُسے زمین کے اُوپر رہنے کا کوئی حق نہیں۔۔۔''اب نہ حضرت عمر کو صفائی اور گواہانِ صفائی پیش کرنے کی ضرورت رہی، نہ خاتم المعصومین ﷺ کو ریویو کی۔۔۔اور حضرت عمر کا فیصلہ ازلی ابدی کتابِ الٰہیٰ کا انمٹ فیصلہ بن گیا۔۔۔ابنِ خطاب کا یہ عمل اور اِس پر آسمانی حکم اَب ہر سال جب تک ماہِ صیام کی مبارک راتوں میں یعنی تراویح میں تمام چھوٹی بڑی مساجد میں علی الاعلان نہ پڑھا جائے۔اہلِ ایمان کی نہ تراویح اور قیام اللیل قبول ہے اور نہ ختمِ قرآن ذی شان۔۔۔ہر حافظ، ہر قاری اور ہر عالم وفقیہ تا قیامت قرآنی الفاظ میں ''فیصلہ عمر'' کو درست کہتا رہے گا۔سچ ہے قرآن اور صاحب قران کو جیسے اصحاب نبی خصوصا صدیق وعمر وعثمان نے سمجھا وہی حق ہے۔آج بھی اگر کوئی ایمان اور اسلام کا دعویدار شارع علیہ السلام کے فیصلوں اور اُن کے احکام پر لَیتَ وَلَعَلّ کرتا ہے۔وُہ دھوکے میں ہے، وہ ایمان نہیں، نفاق کا حامل ہے۔یا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کے اقوال واعمال واحکام سے رُوگردانی اُسے نفاق کی اندھی کھائیوں میں گرا کر رہے گی!!۔۔۔اور اس سے پہلے کہ رجوع اور توبہ کا وقت ہاتھ سے نکل جائے۔محمد اور اصحابِ محمد علیہ وعلیہم السلام کی راہ اختیار کر لینی ضروری ہے۔۔۔دارین کی کامیابی اسی میں ہے۔

توجہ فرمائیے! سات آسمان پرے سے آواز آرہی ہے: **فلا و ربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما (نساء: ۶۵)**

''تیرے رب کی قسم وہ ایمان والے نہیں ہوسکتے، جب تک کہ اے نبی وہ اپنے معاملات میں آپ کے فیصلے کو مان نہ لیں اور اسے دل سے تسلیم نہ کر لیں۔''